علمی مضامین سلسلہ نمبر۳۳

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کردیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

بُرا نہ مانیے اَور غور کیجیے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُاللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

اہلِ سنت والجماعت حنفی :

بھائیو! جو شخص بھی اپنے آپ کو اہلِ سنت حنفی کہتا ہے مسلمان ہے اُسے کافر سمجھنا ذلیل نظروں سے دیکھنا گناہِ کبیرہ ہے۔ ۱۸۵۷ء میں جب سقوطِ دہلی کے بعد ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط ہوگیا تو اُس نے اہلِ سنت والجماعت حنفی مسلمانوں میں جن کی حکومت اُس نے چھینی تھی پھوٹ ڈالنی شروع کی۔ اِس سے پہلے کبھی متبع سنت علماء کو کافر نہیں کہا گیا تھا اور نہ متبع سنت علماء نے بدعتی علماء کو کافر کہا تھا۔ یہ صرف سو سال کے اندر اندر انگریز نے انقلاب پیدا کیا۔ اُس کی پالیسی ہی یہ تھی کہ لڑاؤ اور حکومت کرو۔

اِس مقصد میں سب سے زیادہ کارِ نمایاں فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب نے انجام دیا۔ اُنہوں نے متبعینِ سنت علماء اہلِ سنت کی تکفیر (کافر قرار دینا) سرگرمی سے شروع کی۔ اِسی کام میں اُن کی ساری عمر کٹی۔ لیکن یہ کام اُن کے لیے اُس وقت تک ممکن نہ تھا جب تک وہ اُن حاملینِ فقہ وسنت علماء پر پہلے فرضی جھوٹے الزامات جنہیں بہتان کہا جائے نہ لگالیں۔ اُنہوں نے اِس غرض سے اُن کے اُوپر غلط عقائد

رکھنے کا الزام لگایا اور اپنے ماننے والوں کو اِتنا برخلاف کیا کہ اگر یہ اَکابر یہ کہیں اور لکھیں بھی کہ ہم پر یہ جھوٹا اِلزام ہے، ہمارا تو یہ عقیدہ ہی نہیں ہے تو بھی وہ اُن کا اعتبار نہ کریں اور شک کرتے رہ جائیں۔

حالانکہ اُن کے عقائد صحیح ہونے کی دلیلیں بھی سامنے ہیں مثلاً یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ سارے اہلِ سنت حنفی مدارس میں الف باء کے قاعدے سے لے کر تفسیر کی آخری کتاب تک حدیث شریف کی تمام ہی کتابیں مشکوٰۃ شریف اَور صحاح ستہ فقہ کی تمام ہی کتابیں ہدایہ آخرین تک عقائد کی تمام ہی کتابیں پھر فتوؤں کی تمام ہی کتابیں، غرض الف سے لے کر یاء تک جو اہلِ سنت والجماعت (دیوبندی) حضرات کے یہاں کتابیں پڑھائی جاتی ہیں وہی بدعتی علماء (بریلوی حضرات) کے یہاں بھی پڑھائی جاتی ہیں، اِس کو ''درسِ نظامی'' کہتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ہر جگہ ہر دو مکتبِ فکر کے علماء اپنے اپنے فتوؤں میں جن کتابوں کے حوالے دیتے ہیں وہ سب ایک ہیں۔ اِس میں آپ کو کہیں اختلاف نظر نہیں آئے گا۔ یہ ہمارا دعوی ہے جو واضح ہے اور مدلل ہے۔ اگر اِس میں ذرا غلط بیانی کا شبہ ہو تو آپ خود خاموشی سے اہلِ سنت دیوبندی اور اہلِ بدعت بریلوی مدارس میں تحقیق کر کے دیکھ لیں۔ سب کے یہاں یہی نصاب ملے گا اور سب کے مفتی عالمگیری، شامی، قاضی خاں، البحر الرائق، فتح القدیر، مبسوط وغیرہ سے ہی فتوؤں کے جواب لکھتے نظر آئیں گے۔

اِختلاف کا پسِ منظر :

پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر اختلاف کہاں سے آیا؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ اِس اختلاف کے بانی فاضل بریلی اَحمد رضا خاں صاحب ہیں اور چونکہ اُن کی کتابوں کے علاوہ کہیں اختلاف تھا ہی نہیں، اِس لیے اُنہوں نے اپنے انتقال سے پہلے یہ وصیت کردی تھی کہ

> ''میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اُس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔'' (وصایا شریف وصیت نمبر ۱۴ ص ۱۰ مطبوعہ آگرہ یوپی اِنڈیا)

یعنی قرآن وحدیث کے احکام تو فرض تھے ہی یہ تو تم سنتے آئے ہو لیکن میرا مذہب کچھ اَور ہے وہ میری کتابوں سے ظاہر ہے۔ اِس پر قائم رہنا بلکہ مضبوطی سے قائم رہنا اُس سے بھی بڑا فرض ہے۔ اور وہ دین و مذہب جو اُنہوں نے اپنی کتابوں میں بھرا ہے صرف یہ ہے کہ علماءِ حق پر الزام رکھ کر اُنہیں جگہ جگہ کافر کہا ہے۔ اُن کی کتابیں پڑھی جائیں تو اُن میں جگہ جگہ تکفیر ہی دکھائی دے گی یا نئے نئے مسائل جو اُنہوں نے بنائے ہیں

تا کہ جھگڑے کی بنیاد بنیں۔(اس لیے) وہ آج تک اُن کے نقش قدم پر چل کر مسلمانوں کی تکفیر کیے جارہے ہیں اور تفریق پھیلا رہے ہیں۔

اِنہیں بڑھانے والوں نے صحابہ کرامؓ سے بھی بڑھا دیا۔(اور وہ اِن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ) :

''زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرامؒ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اُن کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہوگیا۔'' (وصایا شریف ص ۳۴ مصنفہ حسنین رضا خاں ابن فاضل بریلوی مطبوعہ الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ و اَنجمن اِرشاد المسلمین ۶۔بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ لاہور)۔

مذکورہ معروضات سے معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی کی کتابیں ہی فساد کی جڑ ہیں۔اَب آپ ہی سوچیے کہ آپ سنت کی پیروی کرنی چاہتے ہیں یا احمد رضا خاں کی بدعات کی۔آپ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد ہیں یا فاضل بریلوی احمد رضا خاں صاحب کے۔یقیناً آپ اہل سنت والجماعت ہیں آپ حنفی ہیں۔یقیناً عاشق رسول ہیں اور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر جو چلے آپ اُس کے بھی عاشق ہیں اِس لیے آپ ہر مسئلہ میں بریلوی عالم سے یہ پوچھ لیا کریں کہ حدیث شریف میں اور فقہ امام اعظمؒ میں کیا حکم آیا ہے بس اُسی پر عمل کریں اور اپنی آخرت سنواریں۔

بدعت :

پھر اگر بریلوی عالم یہ کہے کہ یوں کر لیا کرو۔اگرچہ حدیث میں تو نہیں، تفسیر میں بھی نہیں اور فقہ میں بھی نہیں لیکن یوں ہے وُوں ہے اِس میں حرج ہی کیا ہے۔تو سمجھ لیا کریں کہ یہ نئی چیز نکال رہا ہے اور اِسے ثواب کا کام کہہ رہا ہے اور یہی کہہ کر کہ اِس میں حرج ہی کیا ہے، مُحدَث ، بدعت ایجاد کر رہا ہے، ایسے مسئلہ میں اُس کی بات نہ مانیں (کیونکہ) اِسی کو بدعت کہا جاتا ہے۔سوائے اِس کے کوئی نیا مسئلہ درپیش ہو اور اِس پر سب علماء متفق ہو جائیں کوئی اُسے بدعت نہ کہے تو ایسا مسئلہ اجماعِ اُمت کے تحت درست ہوگا ورنہ اگر کچھ علماء کہتے ہوں کہ یہ جائز ہے، اِس میں حرج کیا ہے اِس میں یہ فائدہ ہے اور کچھ علماء کہتے ہوں کہ یہ بدعت ہے تو وہ بدعت ہی کہلائے گا وہ ثواب اور نیکی نہ بنے گا (اِمام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تہذیب الاسماء میں یہ وضاحت فرمائی ہے)۔

اور حدیثِ پاک میں بدعتی کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ بدعت کی یہ نحوست بتلائی گئی ہے کہ جب کوئی قوم بدعت میں لگ جاتی ہے تو سنت اُٹھالی جاتی ہے پھر سنت نہیں لَٹائی جاتی۔ آپ دیکھ لیں کہ بدعتی علماء نئے نئے مسئلے اُٹھا کر اُن کی پابندی کر رہے ہیں اور اتفاق واتحاد کے فرض کو مٹا رہے ہیں۔ بھائی بھائی میں نفرت و نفاق کا بیج بو رہے ہیں۔

بدعت کی جو تعریف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے وہ بدعت کی ایسی تعریف ہے جسے خود بدعتی علماء نے صحیح تسلیم کیا ہے اور فاضل بریلوی کے دَور میں یہ انوارِ ساطعہ اور براہینِ قاطعہ میں ضبطِ تحریر میں بھی آچکی ہے لیکن اُنہوں نے کچھ لکھی اور کچھ چھوڑی ہے کیونکہ پوری بات لکھ دیتے تو اُسی تعریف کے رُو سے وہ خود بدعتی قرار پاتے۔ پوری عبارت یہ ہے جو علماءِ اہلِ سنت کے افادہ کے لیے درج کی جاتی ہے۔

وَرَوَی الْبَیْھَقِیُّ بِاِسْنَادِہٖ فِیْ مَنَاقِبِ الشَّافِعِیِّ عَنِ الشَّافِعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اَلْمُحْدَثَاتُ مِنَ الْاُمُوْرِ ضَرْبَانِ اَحَدُھُمَا مَا اُحْدِثَ مِمَّا یُخَالِفُ کِتَابًا اَوْ سُنَّۃً اَوْ اَثَرًا اَوْ اِجْمَاعًا فَھٰذِہِ الْبِدْعَۃُ الضَّلَالَۃُ.

وَالثَّانِیَۃُ مَا اُحْدِثَ مِنَ الْخَیْرِ لَا خِلَافَ فِیْہِ لِوَاحِدٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ وَھٰذِہٖ مُحْدَثَۃٌ غَیْرُ مَذْمُوْمَۃٍ وَقَدْ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ قِیَامِ شَھْرِ رَمَضَانَ نِعْمَۃُ الْبِدْعَۃِ ھٰذِہٖ یَعْنِیْ اَنَّھَا مُحْدَثَۃٌ لَمْ تَکُنْ وَاِذَا کَانَتْ لَیْسَ فِیْھَا رَدٌّ لِمَا مَضَا. ھٰذَا آخِرُ کَلَامِ الشَّافِعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ (تَھْذِیْبُ الْاَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ لِلْاِمَامِ النَّوَوِیِّ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلْجُزْءُ الْاَوَّلُ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِیْ. (حرف الباء ص ۲۲)

(یعنی) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب مناقبِ شافعی میں لکھا ہے کہ اُنہوں نے اِرشاد فرمایا ہے کہ دین میں (دین کا کام سمجھ کر) نئی چیزوں کی اِیجاد دو قسم کی ہے ایک وہ محدث (نئی ایجاد) جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ یا اقوالِ صحابہ یا اجماع کے مخالف ہو تو یہ وہ بدعت ہے جو ضلالت (گمراہی) ہے۔ دُوسری قسم وہ ایسی نیکی کی ایجاد ہے جو سب علماء نے مل کر طے

کی ہو جس میں کسی ایک بھی عالم نے مخالفت نہ کی ہو یہ وہ محدث (نئی چیز ہے) جسے برا نہیں بتلایا گیا اُور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رمضان کے مہینے میں قیام (تراویح) کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ بہت اچھی بدعت ہے یعنی یہ ایسی ایجاد ہے جو پہلے رائج نہ تھی اور جب شروع ہوئی تو اِس میں کوئی رَدّ و قدح نہیں کیا گیا کیونکہ یہ گزر چکی تھی (یعنی جنابِ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں دو دن اِس پر عمل فرمایا تھا) یہ اِمام شافعیؒ کی گفتگو کا آخری حصہ ہے۔''

اِب جو لوگ کوئی بدعت نیکی کہہ کر ایجاد کرتے ہیں تو آپ اُسے اِس معیار سے جانچ لیا کریں کہ کیا سارے حنفی اہل سنت علماء اِس پر متفق ہیں یا نہیں۔ اگر سب متفق ہوں تو وہ جائز ہوگئی بدعت نہ ہوگی اور اگر اختلاف ہو تو بدعت سمجھیں۔ صرف اُس نیکی پر عمل کریں جس پر سب علماء کا اِتفاق ہو۔

تازہ بدعت :

تازہ مثال دیکھ لیجیے کہ اَذان سے پہلے صلٰوۃ والسلام کا رواج نہ اِسلام کے شروع میں تھا نہ پہلی صدی میں حتی کہ تیرویں صدی گزری اور چودھویں صدی میں آکر یہ تقریباً ۱۳۹۵ھ میں شروع کیا گیا اور فوراً ہی اِسے اسلام کا جز بنا لیا حالانکہ ۱۳۹۵ھ کے لگ بھگ ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ شیعہ اپنی اَذان میں اَذان کے کلمات کے علاوہ جو کچھ بڑھاتے ہیں وہ سب بے اَصل ہے۔ اَذان اُن کے مذہب کے اعتبار سے بھی وہی ہے جو ہماری ہے مگر اُنہیں روکتے روکتے ہم نے خود ایک بدعت شروع کر دی جس کا کہیں پہلے ثبوت نہیں ہے جسے بعض بدعتی (بریلوی) علماء نے بھی منع کیا اور اُن کے فتوے بھی چھپے اور جس پر خود بریلی میں بھی پابندی سے عمل نہیں کیا جاتا۔

اگر اَذان کے ساتھ یہ اضافہ شیعوں کے مقابلہ کی نیت سے کیا گیا ہے تو بھی دُرست نہیں ہے کیونکہ اِس سے اَذان کی اُس شکل میں تبدیلی آتی ہے جو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بنا کر دی تھی اور ہر مسلمان پر اُس کی حفاظت ضروری تھی کیونکہ دین مسلمانوں کے پاس رسول اللہ ﷺ کی امانت ہے اِسے ویسا ہی رکھنا ضروری ہے جیسا رسالت مآب ﷺ اُمت کے سپرد کر کے تشریف لے گئے ہیں۔

آگے .... آپ یہ پوچھیے :

آپ یہ پوچھیے کہ اَذان کے وقت کیا کرنا چاہیے؟ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے کیا بتلایا ہے؟ بس اُسی پر عمل کریں۔ حدیثِ پاک میں صاف آتا ہے کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : جب مؤذن کو اَذان دیتے سنو تو مؤذن کے کلمات تم بھی کہتے رہو ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ پھر مجھ پر دُرود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ دُرود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دَس بار رحمت اُتارتے ہیں پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کی دُعا مانگو وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں ایک ہی بندے کے لیے ہوگا اور مجھے اُمید ہے کہ میں وہ ہوں فَمَنْ سَأَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ جو میرے لیے وسیلہ کی دُعا کرے گا اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔ (مشکوۃ شریف ص ۶۴ بحوالہ مسلم شریف)

یعنی اَذان کے بعد دُرود شریف پڑھے پھر اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ . الخ کی دُعاء پڑھے۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے تعلیم کردہ طریقہ پر عمل کریں اور بس۔

بدعت کا نقصان :

بریلوی علماء بات بات پر یہ کہہ کر کہ اِس میں حرج ہی کیا ہے بدعات کو فروغ دیتے ہیں حالانکہ اِس سے تو جنابِ رسول اللہ ﷺ کی بتلائی ہوئی عبادت کی شکل بدل جائے گی اَور دین کی کسی چیز کی شکل بدلنے کا اختیار آقا ﷺ کو تھا ہم غلاموں کو نہیں۔ ہمیں تو صرف آقا ﷺ کی پیروی کا حکم ہے کہ آنکھ میچ کر صرف اتباعِ سنت کرتے جائیں تو بیڑا پار ہو جائے گا۔

آخر آپ دیکھیے کہ ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی دو رکعتوں کے قعدہ میں التحیات پڑھنے کے بعد دُرود پڑھنا منع ہے بلکہ اگر کسی نے پڑھ لیا تو اِمام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اُس نے غلطی کی اُسے سجدہ سہو کرنا ہوگا۔ اگر آپ امام اعظم ابو حنیفہؒ سے پوچھیں گے کہ اِس میں حرج ہی کیا ہے اور کونسی حدیث میں آیا ہے کہ پہلے قعدہ میں دُرود شریف مت پڑھنا تو اِمام اعظمؒ یہی جواب دیں گے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ نے اور صحابہ کرامؓ نے ایسا نہیں کیا اِس لیے میں منع کرتا ہوں۔

اسی ایک تازہ بدعت کی مثال سے ہی سے آپ نے یہ سمجھ لیا ہوگا کہ افضل شخص وہی ہے جو پرانے طے شدہ مسائل پر عمل کرے اور سنت پر قائم رہے اور دُوسروں کو بھی سنت پر عمل کی دعوت دے اَور وہی

''اہل سنت و جماعت ِحنفی'' ہے اور جو نئے نئے مسائل پر چلے جو صدیوں بعد ایجاد ہوئے ہیں وہ اہل سنت والجماعت میں نہیں ہے بلکہ بدعتی ہے اَور جواُن کے لیے جھگڑے بھی وہ پکا بدعتی ہے۔وہ مرنے کے بعد جناب ِرسالت مآب ﷺ کو کیا منہ دکھائے گا اور آپ سے کیسے شفاعت چاہے گا۔

بدعت کا ایک اَور نقصان :

بدعتی علماء جب ایک دروازہ کھولتے ہیں تو عوام ایسے اَور دروازے کھول لیتے ہیں۔ بدعتی علماء جس چیز کو مستحب کہتے ہیں عوام اُسے واجب بلکہ فرض بلکہ کفر و اِسلام کا مسئلہ بنا ڈالتے ہیں پھر اِس پر لڑائی جھگڑے فساد تک کی نوبت آتی ہے۔مثال کے لیے صفر کے آخری چہار شنبہ ہی کو لے لیجیے۔ بریلوی عالموں نے اِسے بے اَصل اور غلط لکھا ہے۔احمد رضا خاں صاحب کے شاگرد اور خلیفہ صدر الشریعہ امجد علی صاحب لکھتے ہیں :

> ''ماہِ صفر کا آخری چہار شنبہ ہندوستان میں بہت منایا جاتا ہے۔لوگ اپنے کاروبار بند کر دیتے ہیں سیر و تفریح و شکار کو جاتے ہیں۔ پوریاں پکتی ہیں اور نہاتے دھوتے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اِس روز غسلِ صحت فرمایا اور بیرونِ مدینہ طیبہ سیر کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ یہ سب باتیں بے اَصل ہیں بلکہ اُن دِنوں میں حضورِ اکرم ﷺ کا مرض شدت کے ساتھ تھا وہ باتیں خلافِ واقع ہیں۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اِس روز بلائیں آتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں بیان کی جاتی ہے، سب بے ثبوت ہیں بلکہ حدیث کا اِرشاد لَا صَفَرَ یعنی سفر کوئی چیز نہیں ایسے تمام خرافات کو رَد کرتا ہے۔'' (بہارِ شریعت ص ۲۵۷، ۲۵۸ حصہ شانزدہم)

لیکن اَب اِس کے بارے میں کوئی بدعتی عالم زبان نہیں کھولتا۔ کوئی نہ روکتا ہے نہ ٹوکتا ہے کیونکہ بدعتی علماء عوام کو دین نہیں سکھاتے۔ اُنہیں سنتِ رسول ﷺ کا راستہ نہیں دکھاتے اُن کا مقصد دین سکھانا نہیں بلکہ اُن کا مطلوب دُنیا ہے اُن کا مقصد خدا کی خوشنودی حاصل کرنا نہیں بلکہ عوام کے منشاء پر چل کر اُن کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں ہدایت دے اَور اللہ ہم سب کو جنابِ رسول ﷺ کی سنت پر چلائے اَور بدعات سے بچائے، آمین۔

فاضل بریلوی احمد رضا خاں صاحب کے بدعتی فرقہ کی بنیاد اہل سنت والجماعت پر اِلزام تراشی اور

سبّ وشتم پر ہے اور اُن کے اجتہادی مسائل کی بنیاد ضعیف حدیثوں پر ہے۔ اُنہوں نے ضعیف حدیثوں کو قابل عمل بلکہ حجت قرار دینے کی بہت کوشش کی ہے۔ اِس موضوع پر اُنہوں نے اپنے مجموعہ فتاوی میں تقریباً ایک سو پچیس صفحات کا طویل مضمون بھی لکھا ہے اس طرح ضعیف حدیثوں سے بھی اُنہوں نے جو مسئلہ نکالا اُسے بھی جھگڑے اور تفریق کی بنیاد بنایا ہے۔

فاضل بریلوی کی فقاہت کی ایک مثال :

بہت سے مسائل میں اُنہوں نے اجتہاد بھی کیا ہے اُور اُس میں اُن سے زبردست غلطیاں ہوتی رہی ہیں لیکن اُنہوں نے ہمیشہ اپنی غلطی ماننے کے بجائے اصلاح کرنے والوں کا مذاق اُڑایا ہے۔ مثلاً اُن کی سمجھ میں یہ آیا کہ نوٹوں میں سود نہ ہونا چاہیے کیونکہ وہ کاغذ ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنا ایک روپیہ کا کاغذ ایک ہزار میں بیچ دے تو بالکل جائز ہے کیونکہ ہر آدمی کو اپنی چیز کی قیمت لگانے کا اختیار ہے۔ اِس طرح اُنہوں نے نوٹوں میں سود کے جواز کا فتوی صادر کر دیا۔ اُن کے اِس اجتہاد پر جب اعتراض ہوا تو اُنہوں نے ایک لمبا رسالہ لکھ ڈالا اُس کا نام '' کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمِ '' رکھ دیا اُور اِس میں ہر اُس بزرگ کا مذاق اُڑایا جس نے اُن کے اِس مسئلہ کو غلط کہا اُور اپنے مذکورہ بالا دلیل پر جمے رہے۔ اُنہیں فقہ کی عبارتیں بہت یاد تھیں وہ سب لکھ ڈالیں مگر وہ فقیہ نہ تھے۔ اُن کا علم غیر اُصولی تھا، مطالعہ سے بڑھا تھا اور طبیعت میں بے حد ضد اُور عناد تھا۔ اِس لیے اپنی غلطی پر متنبہ نہ ہوئے۔ آپ جانتے ہیں کہ پانچ روپیہ کے نوٹ پر بھی یہ عبارت ہوتی ہے :

> '' بینک دولت پاکستان پانچ روپیہ حامل ہذا کو مطالبہ پر اَدا کرے گا حکومتِ پاکستان کی ضمانت سے جاری ہوا پھر گورنر بینک دولت پاکستان کے دستخط ہوتے ہیں۔ ''

تو یہ کاغذ وہ کاغذ نہیں جس پر فاضل بریلوی نے قیاس کیا کہ بلا کراہت اپنے کاغذ کو چاہے ایک ہزار میں بیچ دے اُسے اختیار ہے۔ یہ حکومت کا کاغذ ہے، مملکت کا بیت المال (اسٹیٹ بینک) اِس کا جاری کرنے والا ہے۔ اِس کے پانچ کے نوٹ سے پانچ کا اُور ہزار کے نوٹ سے ہزار ہی کا نفع حاصل کر سکتے ہیں اُور جب وہ ضمانت سے اِنکار کر دے نوٹ کینسل کر دے تو ہزار کے نوٹ بھی بیکار ہو جاتے ہیں۔ پانچ روپیہ کا نوٹ ہو یا ایک اَرب کے نوٹ ہوں جب کسی بیرونی ملک میں چلے جاتے ہیں تو بین الاقوامی بنک کے ذریعہ اِتنے نوٹوں

کا سونا چاندی یا مال واسباب پاکستان کو دینا پڑتا ہے اور اسٹیٹ بینک اُتنے ہی نوٹ چھاپتا ہے جتنا اُس کے پاس سونا چاندی یا مال و جائیداد و تمسکات ہوں۔ اگر نوٹ اِس سے زیادہ مثلاً دُگنے چھاپ دے تو روپیہ کی قیمت آدھی کرنی پڑ جاتی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ نوٹ ایک سرکاری دستاویزی کاغذ ہے حوالہ اور ہنڈی کی طرح اِس کا اَصل مال جس کا یہ حوالہ ہے اسٹیٹ بینک میں ہے۔ بغرض سہولت انگریز کے چلے جانے کے بعد بھی اس طریقہ کو باقی اور جاری رکھا گیا ہے۔ سونا چاندی باہر نہیں لایا گیا۔ مقصد یہ ہے کہ اِس طرح بیت لمال میں اَصل مال محفوظ رہے اَور اِس کے حوالے سے لوگ اَصل مال کے برابر فائدہ اُٹھاتے رہیں اور اِسے اصل سونے اور چاندی کے روپیہ اور اشرفی کی طرح چلاتے رہیں عام خرید وفروخت اور بڑی سے بڑی تجارت کرتے رہیں۔ اِس لیے یہ عام کاغذ کی طرح ہرگز نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کسی کو دس کا نوٹ قرض دے کر یہ کہے کہ مجھے تم ایک ماہ بعد گیارہ روپے کا نوٹ دوگے تو یہ سود ہی ہوگا۔

فاضل بریلوی کا مسئلہ اور اجتہاد بالکل غلط ہے اور چونکہ نوٹ کی دُوسری عرفی رواجی حیثیت بھی ملحوظ رکھنی ضروری ہے کہ اِس سے اناج کپڑا اور ہر قسم کا سامان خریدا جاتا ہے حتی کہ سونا چاندی بھی، اِس لیے نوٹ پر نقدین یعنی سونا چاندی کا حکم بھی لگے گا اور زکوۃ فرض ہوگی۔

فاضل بریلوی کے پیروکار بدعتی علماء اُن کی تعریفوں کے پُل باندھتے ہیں اَور کہتے ہیں کہ اُن کا قلم محفوظ عن الخطا تھا۔ اُن سے غلطی ہوتی ہی نہ تھی۔ لیکن یہ میں نے اُن کی فقہی لغزش کی ایک مثال دی ہے۔ اُن کی اِس قسم کی لغزشیں اُن کی کتابوں میں بے حد وحساب موجود ہیں۔ اُنہوں نے اِن کو چھپانے کا یہ سہل طریقہ اختیار کیا کہ دُوسرے بڑے بڑے علماءِ سنت پر الزام تراشی کی اَور اُمتِ مسلمہ میں تفرقہ کا بیج بویا اَور برِصغیر کے متبعین سنت علماءِ دیوبند کو وہابی قرار دیا۔

ہوسکتا ہے کہ یہ لغزش انگریزوں کی حمایت کا نتیجہ ہو مسلمان نوٹوں پر سود حلال سمجھ کر چاندی کے سکے کے بجائے نوٹ پسند کرنے لگیں اَور انگریز ہندوستان سے بے حساب چاندی سمیٹ لے جائیں جس کی اُنہیں جنگِ عظیم اوّل کے بعد شدید ضرورت تھی اَور انگریزوں کی حمایت اِن کا جدّی ورثہ تھی۔ مولوی احمد رضا خاں کے پردادا حافظ کاظم علی خاں بریلوی نے انگریزی حکومت کی پولیٹکل خدمات انجام دیں (بحوالہ حیات اعلی

حضرت مصنفہ ظفر الدین بہاری ص ۳)۔(اقبال کے ممدوح علماء ص ۱۸) اُور احمد رضا خاں صاحب نے انگریزوں کی جو خدمات انجام دیں انگریزوں نے اُس کی تعریف کی۔فرانسیسی رابنسن لکھتا ہے :

> اِن کا معمول کا طریقہ کار حکومت کی حمایت تھی اور جنگِ عظیم اوّل اور تحریک خلافت میں اُنہوں نے مسلسل حکومت کی حمایت جاری رکھی اُور ۱۹۲۱ء میں بریلی میں ترک موالات کے مخالف علماء کی ایک کانفرنس منعقد کی اُن کا عوام پر خاطر خواہ اَثر تھا لیکن مسلمانوں کے پڑھے لکھے طبقے کی حمایت حاصل نہ تھی۔(بحوالہ سپر ٹرزم اُمنگ اِنڈین مسلمز ص ۴۴۲، کیمرج یونیورسٹی پریس ۱۹۷۴ء)

انگریزوں کی حکومت اَب ختم ہوگئی ہے اِس لیے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ احمد رضا خاں صاحب کی تمام تحریرات کو ضبط کرے کیونکہ اُن کی تمام تحریرات میں فساد کا دَرس دیا گیا ہے۔

''وہابی'' کسے کہتے ہیں؟ :

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین (پیروکاروں) میں جس طرح پوری دُنیا میں مشہور رُوحانی بزرگ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غوثِ وقت گزرے ہیں، اِسی طرح اُن کے ماننے والوں میں کئی صدی بعد ساری دُنیا میں مشہور عالم ابن تیمیہ گزرے ہیں پھر اُن کے بعد بارہویں تیرہویں صدی میں ''محمد بن عبدالوہاب'' نجد میں گزرے ہیں، یہ بھی ابن تیمیہ کی طرح حنبلی عالم تھے۔اِن کے ماننے والے سب حنبلی ہیں اِنہیں ہی ''وہابی'' کہا جاتا ہے۔حنفی، شافعی اُور مالکی کی طرح حنبلی مذہب کا شمار بھی اہلِ سنت والجماعت میں ہوتا ہے۔اُور یہاں پاکستان، افغانستان اُور ہندوستان، بنگلہ دیش، برما اُور ایران کے سنی حضرات سب حنفی ہیں۔بمبئی اُور جزائر مالدیب وغیرہ میں کچھ شافعی حضرات بھی ہیں۔درحقیقت یہاں کوئی وہابی سرے سے ہے ہی نہیں۔پھر یہاں کے پکے حنفی علماء اہلِ سُنّت والجماعت کو وہابی کہنا خالص جھوٹ اور الزام ہے جو فاضل بریلوی اور اُن کے پیروکاروں نے پروپیگنڈے کے لیے علماءِ حق کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا اور اِسی پر آنکھ میچ کر چلے جا رہے ہیں۔